روزنامہ
الفضل
ربوہ
(ایڈیٹر) نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون ۴۴۹

جلد ۷۳/۳۸ | منگل ۲ جمادی الاوّل ۱۴۰۹ھ ۱۳ فتح ۱۳۶۷ہش - ۱۳ دسمبر ۱۹۸۸ء | نمبر ۱۴۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

دُعا میں بڑی تاثیریں ہیں

کوئی کیسا ہی گناہوں میں غرق ہو۔ دُعا اُسکو بچالے گی

" جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں ان کو سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہوتا ہے کہ میں اُن کیلئے دعا کرتا ہوں۔ دعا ایسی چیز ہے کہ خشک لکڑی کو بھی سرسبز کر سکتی ہے اور مُردہ کو زندہ کر سکتی ہے اس میں بڑی تاثیریں ہیں۔ جہاں تک قضا وقدر کے سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے رکھا ہوا ہے کوئی کیسا ہی معصیت میں غرق ہو دعا اس کو بچالے گی اللہ تعالیٰ اس کی دستگیری کریگا اور وہ خود محسوس کرے گا کہ میں اب اور ہوں۔ دیکھو جو شخص مسموم ہے کیا وہ اپنا علاج آپ کر سکتا ہے۔ اس کا علاج تو دوسرا ہی کرے گا۔ اس لیے اللہ تعالےٰ نے تشہیر کے لیے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور مامور کی دعائیں تطہیر کا بہت بڑا ذریعہ ہوتی ہیں۔

دعا کرنا اور کرانا اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ دعا کے لیے جب درد سے دل بھر جاتا ہے اور سارے حجابوں کو توڑ دیتا ہے اس وقت سمجھنا چاہیئے کہ دعا قبول ہوگئی۔ یہ اسمِ اعظم ہے اس کے سامنے کوئی ان ہونی چیز نہیں ہے۔ ایک خبیث کیلئے جب دعا کے ایسے اسباب میسّر آجائیں تو یقیناً وہ صالح ہو جاوے اور بغیر دعا کے وہ اپنی توبہ پر بھی قائم نہیں رہ سکتا بیمار اور محجوب اپنی دستگیری آپ نہیں کر سکتا۔ سنّت اللہ کے موافق یہی ہوتا ہے کہ جب دعائیں انتہا تک پہنچتی ہیں تو ایک شعلہ نور کا اس کے دل پر گرتا ہے جو اسکی خباثتوں کو جلا کر تاریکی دور کر دیتا ہے اور اندر ایک روشنی پیدا کر دیتا ہے۔ یہ طریق استجابت دعا کا اثر رکھتا ہے۔" (ملفوظات جلد پنجم صد ۱۲۲-۱۲۱)

" ساری عقدہ کشائیاں دعا کے ساتھ ہوجاتی ہیں۔ ہمارے ہاتھ میں بھی اگر کسی کی خیر خواہی ہے تو کیا ہے صرف ایک دعا کا آلہ ہی ہے جو خدا نے ہمیں دیا ہے۔ کیا دوست کیلئے اور کیا دشمن کے لیے۔ ہم سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ نہیں کر سکتے۔ ہمارے بس میں ایک ذرّہ بھر بھی نہیں ہے۔ مگر جو خدا ہمیں اپنے فضل سے عطا کر دے۔" (ملفوظات جلد پنجم صد ۱۷۱)

" اللہ جلّشانہ، نے جو دروازہ اپنی مخلوق کی بھلائی کے لیے کھولا ہے وہ ایک ہی ہے یعنی دعا۔ جب کوئی شخص بکا وزاری سے اس دروازہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ مولائے کریم اس کو پاکیزگی وطہارت کی چادر پہنا دیتا ہے اور اپنی عظمت کا غلبہ اس پر اسقدر کر دیتا ہے کہ بے جا کاموں اور ناکارہ حرکتوں سے وہ کوسوں دُور بھاگ جاتا ہے۔ کیا سبب ہے کہ انسان باوجود خدا کو ماننے کے بھی گناہ سے پرہیز نہیں کرتا؟ درحقیقت اس میں دہریّت کی ایک رگ ہے۔ اور اُس کو پورا پورا یقین اور ایمان اللہ تعالیٰ پر نہیں ہوتا۔ ورنہ اگر وہ جانتا کہ کوئی خدا ہے جو حساب کتاب لینے والا ہے اور ایک آن میں اس کو تباہ کر سکتا ہے تو وہ کیسے بدی کر سکتا ہے۔" (ملفوظات جلد پنجم صد ۴۳۹-۴۳۸)

اخبارِ احمدیہ

مکرم جمیل الرحمان صاحب رفیق کئی سال مشرقی افریقہ میں قیام کے بعد آج بخیر وخوبی مرکز سلسلہ ربوہ میں تشریف لے آئے۔ محترم جمیل الرحمان رفیق صاحب نے مشرقی افریقہ میں جو کئی سال خدمت کی ہے۔ اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ موصوف نے سواحیلی زبان میں بڑی مہارت حاصل کی ہے۔ چنانچہ وہ سواحیلی زبان میں شاعری بھی کرتے ہیں اور ادب بھی تخلیق کرتے ہیں اور ان کا کلام مشرقی افریقہ کے اخبارات و رسائل میں شائع بھی ہوتا رہتا ہے اور مشرقی افریقہ میں انکی زبان دانی کا اعتراف کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ موصوف کو بڑھ چڑھ کر انسانیت کی خدمت کی توفیق عطا ہوتی رہے اور ان کا مرکز سلسلہ میں تشریف لانا انکے لیے اور سب کیلئے مبارک ہو۔ آمین

نیز مکرم محمود احمد منیب صاحب مشرقی افریقہ سے اور مکرم بشیر احمد صاحب منصور یورپ سے بھی واپس تشریف لے آئے ہیں ان تمام احباب کے لیے احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے۔

بحالی کھاتہ جات دفتر اوّل تحریک جدید
تعاون کرنے کا صحیح طریق

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کی مبارک تحریک بسلسلہ بحالی کھاتہ جات دفتر اول کے ضمن میں ذیلی تنظیموں اور دیگر عہدیداران جماعت سے ازراہِ تعاون متعلقہ وارثوں کے پتہ جات مہیا کرنے کی درخواست کی جارہی ہے۔ بعض اطراف سے صرف یہ جواب آجاتا ہے کہ فلاں صاحب نقل مکانی کر چکے ہیں۔ یا فلاں صاحب وفات پا چکے ہیں اس قسم کے جواب سے حضور ایدہ اللہ کی تحریک کا مقصد حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اصل غرض کھاتہ جات کو بحال کرنے کی اس وقت پوری ہو سکتی ہے جب تمام ممکن ذرائع سے کسی مرحوم کے وارثوں کا پتہ مہیا فرما دیا جائے۔ چنانچہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ تعاون کا صحیح طریق اختیار کر کے بحالیٔ کھاتہ جات میں ہاتھ بٹا رہی ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں حسنات دارین سے نوازے۔

ناظمین انصار اللہ میں سے مکرم چوہدری محمد شفیع صاحب سلیم ضلع گجرات نے ۹ مجاہدین کے بارے میں تحقیق فرما کر مطلوبہ معلومات دفتر ہذا میں بھجوائی ہیں۔ جزاھم اللہ تعالیٰ

اندریں صورت جملہ عہدیداران سے درخواست ہے کہ وہ ہماری اس قسم کی درخواستوں پر خاموش نہ رہیں اور نہ ہی غیر مکمل جواب بھجوائیں۔ بلکہ تحقیق کا ہر ذریعہ اختیار فرما کر معلومات بھجوانے کا اہتمام فرمائیں کیونکہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کی اس بابرکت تحریک میں مرکز سے تعاون کرنے کا یہی صحیح طریق ہے۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر مسعود احمد نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دارالنصر غربی ربوہ سے شائع کیا۔
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۳ر فتح ۱۳۶۷ہش ۱۳ر دسمبر ۱۹۸۸ء

مذہب لیکن کتنا مذہب

یہ عنوان آپ کو کچھ عجیب سا لگا، لیکن ایسی بات تو کوئی نہیں۔ دنیا میں بعض لوگ ایسے ہیں جو مذہب کی ضرورت کے قائل ہی نہیں۔ وہ نہ خود کسی مذہب کے پیروکار ہیں نہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ دنیا کسی مذہب کی پیروی کرے اور بعض لوگ ایسے ہیں جو مذہب کی ضرورت کے تو قائل ہیں لیکن ان کی خواہش یہ ہے کہ مذہب کو زندگی پر ٹھونسا نہ جائے۔ یہ ٹھونسا کا لفظ انہی کا ہے۔ ہم اسے اپنی طرف سے استعمال نہیں کر رہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہلکی پھلکی باتوں میں تو مذہب کی پیروی کر لی جائے۔ اور جہاں کہیں دشواری پیش آئے (دشواری بھی انہی کے خیال میں) وہاں اپنے آپ کو اس بات کا مکلف نہ کیا جائے کہ مذہب کی وہ بات مانی جائے۔

دراصل جو لوگ مذہب کے قائل ہی نہیں ہیں اور جو لوگ مذہب کی ہر بات کو اپنے اوپر وارد نہیں کرنا چاہتے وہ مذہب کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں۔ ان کے یہ خیالات ازخود نہیں پیدا ہو گئے۔ بلکہ بعض لوگوں نے جو اپنے آپ کو مذہب کے ٹھیکیدار سمجھتے ہیں ان کو اس بات پر مجبور کر دیا ہے کہ وہ ان خیالات کے حامی ہوں۔ مثلاً جب ایک ایسی بات جس کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ؛ اور انسانی زندگی کے لئے اس کی کوئی افادیت نہیں۔ اُسے انسانوں کی زندگیوں میں داخل کرنے کی کوشش کی جائے تو بعض لوگ تو بے شک اپنی سادگی سے اُسے اپنا لیں گے۔ لیکن عقل و شعور کے مالک احتجاج کریں گے کہ ایسی باتیں جن کی افادیت سے کوئی حصہ نہیں لیا جا سکتا یا جن میں افادیت کا کوئی عنصر ہی موجود نہیں ہے اُسے مذہب کا نام دے کر لوگوں کو کیوں مجبور کیا جائے۔ کہ وہ اُس پر عمل پیرا ہوں۔ یا جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ بعض باتوں کو تو لے لیا جائے اور بعض دیگر باتوں سے احتراز کیا جائے، وہ بھی ایک طرح سے مذہب کی ان باتوں کو یا مذہب سے منسوب ان باتوں کو جنہیں وہ چھوڑنا چاہتے ہیں عقل و شعور کے میزان پر تول کر ان کی افادیت معلوم کر لینے کے قائل ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر مذہب کی اساس درست ہو تو ہر وہ بات جس کی پیروی کرنے کے لئے۔ مذہب تقاضا کرتا ہے اس کی افادیت عیاں ہونی چاہیئے۔ اور اگر افادیت واقعی عیاں ہو تو کون ہے جو یہ کہے گا کہ مذہب کو کیوں مانا جائے اور پھر یہ سوچے گا کہ اگر مانا جائے تو کسی حد تک —— مذہب کی ہر بات کسی نہ کسی رنگ میں ہمارے لئے مفید ہونی چاہیئے

پوچھتے کیا ہو مرے دل کا، مری روح کا حال
پانچواں جلسہ لگاتار نہ ہوگا امسال
خیر اللہ دعاؤں کو سنے گا تو سہی
اور کر دے گا سب احباب جماعت کو نہال

(ابوالاقبال)

اندازِ نَو

اپنے اپنے گھر بیٹھے ہی جلسہ کا سامان
اِک دُوجے کو کریں گے ہم سہ روزہ مہمان

مِل جُل کے ہم یاد کریں گے ماضی کے ادوار
مستقبل کی بھی ہو جائے گی ہم کو پہچان

راتوں کی فریاد کو دیں گے اشکوں سے ترتیب
دن کی باتیں عزمِ جواں کا ہو گا ایک نشان

تحمید و تسبیح کی پھیلے گی ہر سُو مہکار
صلِّ علیٰ کے وِرد سے ہو گی تر، ہر ایک زبان

ہم یہ دل میں عہد کریں گے خاموشی کیساتھ
ہم روکیں گے، جیسے بھی ہو، بدیوں کا طوفان

راہگذر کے ہر کانٹے کو کر دیں گے ہم دُور
بانٹیں گے ہم درد سبھی کا، ہیں سب لوگ انسان

ہم جس کی، جو حاجت، پوری کر سکتے ہیں کر دیں
جلسہ کے ایّام میں ہوں گے یہ عہد و پیمان

اپنے صدقِ دل سے ہو گی رُوحوں کو تسکین
کر دیں گے ہر دل کی خاطر ٹھنڈک کا سامان

جلسہ تو اب ہو نہ سکے گا لیکن لحظہ لحظہ
دل میں بڑھتی جائے گی اسکی عظمت اور شان

دو اپنے بھائی بہنوں کو یہ پیغام نسیمؔ
گھر بیٹھے ہی کر لیں وہ اس جلسہ کا سامان

(نسیم سیفی)

اور ہر وہ بات جو ہمارے لئے مضرت رساں ہو۔ اس کے متعلق ہم یقین سے کہہ سکیں کہ مذہب کا لازمہ نہیں ہے۔ لیکن افادیت کے سلسلہ میں یہ بات کبھی نہ بھولنی چاہیئے کہ ہر شخص کی سمجھ بوجھ دوسروں سے مختلف ہو سکتی ہے۔ آخر جہاں تک ذہنی ارتقاء کا تعلق ہے اس میں ساری دنیا کے سب لوگ برابر تو نہیں ہیں اس لئے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس بات کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے کہ منزل پر پہنچنے کے لئے ان لوگوں سے راستہ دریافت کیا جائے جو اس راہ پر چلے ہوں۔ خدا تعالیٰ کے وجود کے لئے، مذہب کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے ، مذہب کو اپنی ذات پر وارد کرنے کے لئے اور اس سے

باقی صفحہ ۴ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے

عاشقِ صادق
شعلہ بیان مقرر
قادر الکلام خطیب

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی

(قسط نمبر ۲ آخری)

(مکرم سید طاہر محمود ماجد صاحب)

"اے عبدالکریم تجھ پر سلام کہ تو نے شجرِ احمدیت کو اپنے خون سے سینچا۔ اس کی ہر شاخ کی سرسبزی میں تیرا ہی نام آتا ہے۔ زمانہ بدلتا رہے گا، زمین و آسمان نئے رنگوں میں ظاہر ہوتے رہیں گے مگر تیرے وجود پر فنا کا ہاتھ نہیں چل سکتا۔ جب تک اس زمین پر ایک بھی احمدی زندہ ہے تیرا نام یاد رہے گا۔" (حضرت اقدس)

نوٹ:۔ یہ تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۸۳ء کے موقع پر شبینہ اجلاس میں کی گئی تھی

اثر و جذب میں ڈوبی ہوئی تلاوت

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے آپ بڑے خوش الحان تھے مگر محض خوش الحان ہی نہیں بلکہ اپنی روح قرآن کریم کی تلاوت میں بھر دیتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت اقدس بانی سلسلہ نے امامت آپ کے سپرد کی ہوئی تھی۔ اس ضمن میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بیان کرتے ہیں۔

"مولوی عبدالکریم صاحب نماز کی امامت کرایا کرتے تھے اور جب سے قادیان ہجرت کر کے آئے تھے خدا جانے ان کی آواز میں کیا اثر آ گیا تھا کہ نماز میں ان کی قرآن خوانی واقعی ایک جادو کا اثر رکھتی تھی۔

سیالکوٹ میں وہ اہلِ حدیث کے امام تھے اس وقت نہ آواز میں خوش الحانی تھی کوئی اثر تھا۔ قادیان آ کر خدا جانے کیا معجزہ ہوا کہ قرآن خوانی کے وقت آواز میں وہ خوش الحانی اور اثر آ گیا تھا کہ سننے والے کا دل پانی ہو جاتا تھا۔ بے اختیار آنکھوں سے آنسو بہہ پڑتے تھے۔ آپ قرآن نہایت جذبہ کے ساتھ مصری لہجہ میں پڑھتے تھے۔"

تلاوت قرآن سُن کر مبہوت ہو گئے

ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں کہ "انبالہ میں ایک بڑے عالم مولوی محمد حسین تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ سہارنپور کے تین صوفی منش مولوی خلیل الرحمان وغیرہ قادیان گئے۔ بیعت تو نہ کی لیکن واپسی پر مجھے کہنے لگے کہ ہم حضرت مرزا صاحب سے ملنے قادیان گئے۔ ایک بات وہاں ایسی لاجواب دیکھی کہ جس سے ہم لوگ بےحد متاثر ہوئے۔ وہ یہ کہ بیت المبارک میں جب نماز کا وقت آیا تو جماعت کھڑی ہوئی۔ مولوی عبدالکریم صاحب امام تھے۔ ہم نے چونکہ ان کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھنی تھی اس لئے ..... وہاں سے چلنے لگے۔ سیڑھیوں پر پہنچے تو مولوی عبدالکریم صاحب کی قرأت شروع ہو گئی۔ ان کی زبان سے قرآن سن کر ہم مبہوت ہو گئے اور مڑ کر ..... جماعت کو دیکھنے لگے۔ اب یہ عالم تھا کہ ایک طرف قرآن پڑھا جا رہا تھا اور ساری جماعت پر ایسا خشوع اور خضوع اور سوز و گداز طاری تھا کہ وہ جنابِ الٰہی کے آستانہ پر تڑپتی نظر آ رہی تھی اور دوسری طرف ان کی تڑپ اور سوز و گداز کو دیکھ کر ہم وہیں سیڑھیوں پر تڑپ رہے تھے۔ وہ کیفیت نہیں بھولتی۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ۔ ہر چہ
از دل مے خیزد بر دل می ریزد کہ

جو چیز دل سے اٹھتی ہے وہ دل پر ہی پڑتی ہے۔ اس تاثیر کی کیا وجہ تھی اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ ایک سوال کرنے والے نے کہا کہ مولوی صاحب آپ تو بہت خوش بیان واعظ تھے اپنے واعظوں سے لوگوں کو رلایا کرتے تھے۔ آپ نے مرزا صاحب سے کیا لیا؟ تو حضرت مولوی صاحب نے فرمایا "یہ ٹھیک ہے کہ میں لوگوں کو رلایا کرتا تھا لیکن خود نہ روتا تھا۔ مرزا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھے خود بھی رونا آیا۔"

سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ نے پنجوقتہ نمازوں کے ساتھ ساتھ نماز جمعہ کی امامت بھی آپ کے سپرد کی ہوئی تھی۔ جس کے فرائض ایک دفعہ سپرد ہونے کے بعد آپ کئی سال اپنی وفات تک سرانجام دیتے رہے۔

حضرت اقدس کا بیان

حضرت اقدس بانی سلسلہ نے آپ کی وفات پر آپ کی بے لوث محبت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ "وہ سلسلہ کی محبت میں بالکل محو تھے جب اوائل میں میرے پاس آئے تو سر سید احمد خاں کے معتقد تھے۔ کبھی کسی ایسے مسائل پر میری ان سے گفتگو ہوتی جو سر سید احمد کے غلط عقائد تھے اور بعض دفعہ بحث کے رنگ تک نوبت پہنچ جاتی۔ مگر تھوڑی ہی مدت کے بعد ایک دن اعلانیہ کہا۔ آپ گواہ رہیں۔ آج میں نے سب باتیں چھوڑ دیں .... اس کے بعد وہ ہماری محبت میں ایسے محو ہو گئے تھے کہ اگر ہم دن کو کہتے کہ ستارے ہیں اور رات کو کہتے کہ سورج ہے۔ تو وہ کبھی مخالفت کرنے والے نہ تھے۔ ان کو ہمارے ساتھ ایک پورا اتحاد تھا۔ اور پوری موافقت حاصل تھی۔ کسی امر میں ہمارے ساتھ خلاف رائے کرنا وہ کفر سمجھتے تھے۔ ان کو میرے ساتھ نہایت درجہ کی محبت تھی۔ ....

ان کی عمر معصومیت کے رنگ میں گزری تھی اور دنیا کی عیش کا کوئی حصہ انہوں نے نہیں لیا تھا۔ (نوکری بھی انہوں نے اسی واسطے چھوڑی تھی کہ اس میں دین کی ہتک ہوتی ہے۔ پچھلے دنوں ان کو ایک نوکری دو سو روپے ماہوار کی ملی۔ مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔) خاکسار کے ساتھ انہوں نے اپنی زندگی گزاری۔ صرف عربی کتابوں کا شوق رکھتے تھے۔

.... باوجود اس قدر بیماری اور ضعف کے ہمیشہ ان کی قلم چلتی رہتی تھی ...... غرض میں جانتا ہوں کہ ان کا خاتمہ قابلِ رشک ہوا۔ کیونکہ ان کے ساتھ دنیا کی ملونی نہ تھی۔"

حضرت اقدس کی اپنے محب کیلئے دعا

اگست ۱۹۰۵ء میں حضرت مولوی صاحب کی پشت پر دونوں شانوں کی ہڈیوں کے درمیان میں کاربنکل نمودار ہوا۔ اس کاربنکل نے ایسی شدت پکڑی کہ اسے چھ مرتبہ بغیر کلوروفام کے اور ساتویں دفعہ کلوروفام دے کر چیرا دیا گیا اور ان کی عام حالت نیچے ہی نیچے گرتی جاتی تھی۔ سب ڈاکٹر اس بات پر متفق الرائے تھے کہ بچنے کی کوئی صورت نہیں ادھر حضرت اقدس کی یہ کیفیت تھی کہ گھڑی گھڑی مولوی صاحب کا حال دریافت کرتے۔ آخر آپ کی خدمت میں مولوی صاحب کی نازک حالت کی اطلاع دی گئی اس خبر کو سننے سے جیسے ایک حقیقی غمگسار اور حقیقی مشفق کو صدمہ محسوس ہوتا ہے ایسا ہی آپ کو صدمہ ہوا۔ اور جیسے کہ والدین کو اپنے عزیز بیٹے کے لئے ایک تڑپ اور اضطراب ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ تڑپ آپ کو پیدا ہوئی اور جس طرح ایسے موقعہ پر والدین اپنی طرف سے جو آخری ذریعہ علاج کا ہوتا ہے وہ کر گزرتے ہیں اسی طرح آپ بھی اپنے آخری حربہ دعا کی طرف متوجہ ہوئے۔ ایک دفعہ اندر جا کر رعایت اسباب کے طور پر مشک تو لا کر دیا کہ مولوی صاحب کو دو۔ اس کے بعد آپ دعا میں مشغول ہو گئے۔ دعا کرنے سے قبل یہ فرمایا کہ "ہمارے پاس تو بڑا ہتھیار دعا ہی ہے خدا کے فضل سے نا امید نہ ہونا چاہیئے وہ چاہتے تو مردوں میں جان ڈال دے۔ اس کو سب قدرت ہے۔"

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں اس بات کا شاہد ہوں اور ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب گواہ ہیں کہ ادھر حضرت (اقدس بانی سلسلہ) نے دعا کے لئے سجدہ میں سر رکھا اور ادھر مولوی صاحب کی حالت جو نہایت خطرناک تھی اصلاح پکڑنے لگی اور ابھی حضرت صاحب دعا سے فارغ نہ ہوتے تھے کہ نبض بالکل درست اور طاقتور ہو گئی جیسے کہ کبھی ضعف نہ تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ادھر حضرت اقدس کی دعائیں یہ اثر دکھا رہی تھیں کہ وہ بیماری جو اس قدر مہلک اور خطرناک تھی یعنی کاربنکل بالکل شفایاب ہوگیا اور تمام خطرناک پیچیدگیاں دور ہوگئیں۔

سفر آخرت

۱۰ر اکتوبر کو حضرت مولوی صاحب کو ذات الجنب کا حملہ ہوا۔ جس سے یکدم بخار ہوگیا۔ آخر وہ دن آگیا جب حضرت اقدس کا غلام خدا اور اس کے رسول کا عاشق صادق، شعلہ بیاں مقرر اور قادر الکلام خطیب ۱۱ر اکتوبر ۱۹۰۵ء کو اپنے مولائے حقیقی سے جاملے۔

قلمی خدمات

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب احمدیت کے درخشندہ ستاروں میں سے ہیں جو افقِ احمدیت پر لازوال تابانی اور تابناکی کے ساتھ ہمیشہ ضوفگن رہیں گے۔ آپ کی بے شمار خدمات کا ایک پہلو آپ کا قلمی جہاد ہے جو تیرِ بے نیام کی طرح دین حق کی طرف سے وار کرتا رہا۔ اور اس دور میں ہر لفظ جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے قیام کی خاطر صفحہ قرطاس پر لایا گیا۔ اس کی اہمیت رہتی دنیا تک مسلّم رہے گی۔

آپ نے جو کتب تصنیف فرمائیں ان میں ۱۔ سیرت حضرت اقدس ۲۔ لیکچر گناہ ۳۔ اثباتِ خلافتِ شیخین ۴۔ خلافتِ راشدہ ۵۔ القول الفصیح فی اثبات حقیقۃ المسیح ۶۔ دعوت الندوۃ ۷۔ خطبات کریمیہ قابلِ ذکر ہیں۔

دردانگیز مرثیہ

حضرت اقدس بانی سلسلہ نے اللہ تعالےٰ کے حکم سے جس بہشتی مقبرہ کی بنیاد رکھی اس میں آپ سب سے پہلے دفن ہونے والے وجود تھے۔ آپ کی وفات پر حضرت اقدس بانی سلسلہ نے آپ کے کتبہ کے لئے ایک دردانگیز مرثیہ لکھا جو آپ کے مزار مبارک کی لوح پہ موجود ہے۔ یہ مرثیہ فارسی میں ہے۔

کئے تواں کردن شمارِ خوبیٔ عبدالکریم
آنکہ جاں داد از شجاعت بر صراطِ مستقیم
حامیٔ دیں آنکہ یزداں نام او لیڈر نہاد
عارفِ اسرارِ حق گنجینۂ دینِ قویم
گرچہ جنسِ نیکواں ایں چرخ بسیار آورد
کم بزاید مادرے باایں صفا درِّ یتیم
اے خدا بر تربتِ او بارشِ رحمت ببار
داخلش کن از کمالِ فضل در بیت النعیم

ترجمہ یوں ہے کہ۔ عبدالکریم کی خوبیاں کیونکر گنی جاسکتی ہیں۔ جس نے شجاعت کے ساتھ صراط مستقیم پر جان دی۔ وہ جو دین حق کا حامی تھا اور جس کا نام خدا نے لیڈر رکھا تھا۔ وہ خدائی اسرار اور دین متین کا خزانہ تھا۔ اگرچہ آسمان نیکوں کی جماعت بکثرت لاتا رہتا ہے مگر ایسا شفاف اور قیمتی موتی ماں بہت کم جنا کرتی ہے۔ اے خدا اس کی قبر پر رحمت کی بارش فرما اور نہایت درجہ فضل کے ساتھ اسے جنت میں داخل کر۔ آمین۔

حضرت اقدس پر آپ کی وفات کا اثر

حضرت اقدس کو حضرت مولوی صاحب کی وفات کا اس قدر صدمہ ہوا کہ چند دن گزرنے کے بعد حضور نے شام کے بعد دوستوں میں بیٹھنا چھوڑ دیا اور خدام کے عرض کرنے پر فرمایا کہ جب میں باہر دوستوں میں بیٹھا کرتا تھا تو مولوی عبدالکریم صاحب میرے دائیں بیٹھتے تھے اب میں بیٹھتا ہوں اور مولوی صاحب نظر نہیں آتے تو میرا دل گھٹنے لگتا ہے اس لئے میں نے مجبوراً چھوڑ دیا ہے۔

یوں تو سلسلہ کو سب بزرگوں کی جدائی کا نقصان پہنچا مگر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور مولوی برہان الدین صاحب جیسے بلند پایہ علماء اور خدام دین بزرگوں کی مفارقت نے تو پوری جماعت کو سوگوار کردیا۔

اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت ۱۲ر ستمبر ۱۹۰۵ء کو ان حوادث کے بارے میں حضور کو الہاماً بتایا کہ "دو شہتیر ٹوٹ گئے"۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرت مولوی برہان الدین صاحب کی وفات سے جماعت میں جو زبردست خلا پیدا ہوگیا اس سے حضرت اقدس بانی سلسلہ کو بہت تشویش ہوئی اور حضور کا ذہن خدائی تصرف کے تحت اس طرف منتقل ہوا کہ آئندہ جماعت میں قادر الکلام اور خدمت دین کرنے والے علماء پیدا کرنے کا کوئی مستقل انتظام ہونا چاہیئے۔ چنانچہ ایک عظیم الشان درسگاہ مدرسہ احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی۔

"اے عبدالکریم تجھ پر سلام"

حضرت اقدس بانی سلسلہ دین حق کی طرف سے ایک عظیم جرنیل کے طور پہ ظاہر ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اخلاص سے بھری ہوئی ایسی روحیں آپ کو عطا کیں جنہوں نے اپنا ذرّہ ذرّہ اطاعت کرتے ہوئے اس جہاد میں قربان کردیا۔

ہر وجود کا رنگ جدا ہوتا ہے اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی عجیب شان تھی۔ ایسی وفا۔ ایسی محبت کا نظارہ چشم فلک صدیوں کے بعد دیکھا کرتی ہے۔ اس راہ میں اپنی روح کو گداز کر دیا۔ دل کی گہرائیوں سے امام الزماں پر فدا تھے جس پر خود حضرت اقدس بانی سلسلہ نے اپنی مہر تصدیق ثبت فرمائی۔

"اے عبدالکریم تجھ پر سلام کہ تو نے شجرِ احمدیت کو اپنے خون سے سینچا۔ اس کی ہر شاخ کی سرسبزی میں تیرا بھی نام آتا ہے۔ زمانہ بدلتا رہے گا۔ زمین و آسمان نئے رنگوں میں ظاہر ہوتے رہیں گے مگر تیرے وجود پر فنا کا ہاتھ نہیں چل سکتا جب تک اس زمین پر ایک بھی احمدی زندہ ہے تیرا نام یاد رہے گا"۔

اے اللہ حضرت اقدس کے اس عاشق کی روح پر تا ابد ہزاروں رحمتیں نازل فرما اور ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم آپ کے نقش قدم پر چل کر تیرے دین کے منادی بنیں۔

بقیہ اداریہ

استفادہ کرنے کے لئے اگر ہم ایسے لوگوں سے پوچھیں جنہیں ان باتوں کا کوئی تجربہ ہی نہیں ہے تو ہمیں صحیح جواب نہیں مل سکتا۔ جو کچھ ہمیں سمجھ میں آجاتا ہے اُس کے علاوہ بہت سی ایسی باتیں ہیں جو ہماری سمجھ سے بالا ہوسکتی ہیں۔ جن کی افادیت صرف اور صرف اسی رنگ میں ہمیں سمجھ آسکتی ہے کہ کوئی ایسا شخص جس نے اُن سے استفادہ کیا ہو وہ ہمیں بتائے کہ ہم کیا کریں اور کس طرح ان سے فائدہ اٹھائیں۔

پس یہ لازم ہے کہ ہم مذہب پر چلنے والوں سے، مذہب کی سمجھ بوجھ رکھنے والوں سے مذہب سے استفادہ کرنے والوں سے ان باتوں کے متعلق پوچھیں جو ہماری سمجھ سے بالا نظر آتی ہیں۔ اور بلاوجہ یہ نہ کہہ دیں کہ فلاں بات میں تو کوئی افادیت ہے ہی نہیں۔

ہمیں یقین ہے کہ اس طرح کرنے سے ہم آسانی کے ساتھ سمجھ جائیں گے کہ اول تو مذہب انسانی زندگی کے لئے ایک ضرورت حقہ ہے اور دوسرے یہ کہ سچے مذہب کی ہر بات ہمارے لئے مفید ہے اور ہمیں اس کی ہر بات پر عمل کرنا چاہیئے تاکہ ہم کسی لحاظ سے بھی اس کے فائدہ اٹھانے سے محروم نہ رہیں۔

امتیازی نتیجہ ناصرات الاحمدیہ پاکستان

شہری مجالس

اول :۔ ناصرات الاحمدیہ ربوہ
دوم :۔ 〃 〃 لاہور
سوم :۔ 〃 〃 راولپنڈی

قصباتی مجالس

اوّل: ناصرات الاحمدیہ کوٹ عبدالمالک ضلع شیخوپورہ
دوم : ناصرات الاحمدیہ ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ
سوم : ناصرات الاحمدیہ ڈسکہ کوٹ ضلع سیالکوٹ

دیہاتی مجالس

اول : ناصرات الاحمدیہ فیروزوالا ضلع گوجرانوالہ
دوم : 〃 〃 آنبہ 〃 شیخوپورہ
سوم : 〃 〃 شرقپور خورد 〃 〃

امتیازی نتیجہ اضلاع پاکستان

اوّل : ضلع گوجرانوالہ
دوم : ضلع حیدرآباد
سوم : ضلع کراچی
چہارم ضلع گجرات

(صدر لجنہ مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"ہم نے اپنا مستقبل سچ مچ اسلحے کی دوڑ کے نام گروی رکھ دیا ہے"

ایٹمی تحفظ، تخفیفِ اسلحہ اور ترقی

"ہمارے حال کے تنازعات نے ہمارا رشتہ ہمارے مستقبل سے اور ان لاکھوں کروڑوں معصوم بچوں سے منقطع کر دیا ہے جو ابھی پیدا ابھی نہیں ہوئے"

محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب

(قسط نمبر ۲ آخری)

بین الاقوامی تخفیفِ اسلحہ فنڈ

میں ان نکات پر زیادہ زور نہیں دوں گا، لیکن اُن تجاویز کی طرف توجہ ضرور مبذول کراؤں گا جو وقتاً فوقتاً اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم سے فرانس، میکسیکو، سنیگال، روس اور دوسرے ملکوں نے اور برانٹ کمیشن نے ان مسائل کے حل کے لئے پیش کی ہیں۔ ان تجاویز کا تعلق ایک بین الاقوامی تخفیف اسلحہ فنڈ قائم کرنے سے ہے۔ جس کی آمدنی ترقیاتی کاموں پر صرف کی جائے۔ امید کی جاتی ہے کہ اس طرح کا فنڈ کھلنے سے جنگی اخراجات میں بھی کمی ہو جائے گی۔ بہرصورت انسان کے احساس جرم اور ضمیر کو بیدار کرنے میں اس سے بڑی مدد ملے گی۔ ان میں سب سے زیادہ مفصل اور مکمل تجویز فرانس کے صدر مسٹر گسکارڈ نے ۱۹۷۸ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کرتے وقت پیش کی تھی۔ اس تجویز کا تعلق اقوام متحدہ کے زیر اہتمام کسی نئی خصوصی ایجنسی کے تحت ایسے فنڈ کا قیام ہے جو تخفیفِ اسلحہ اور ترقی کے باہمی تعلق کو اجاگر کرے۔ اس فنڈ میں سرمایہ وہ ممالک دیں گے جو سب سے زیادہ ترقی یافتہ بھی ہیں اور سب سے زیادہ مسلح بھی ہیں۔ اس فنڈ سے مستفید ہونے والے ممالک وہ ہوں گے جو سب سے کم ترقی یافتہ بھی ہیں، اور سب سے کم مسلح بھی ہیں۔

اصولی طور پر یہ فنڈ تخفیفِ اسلحہ کے منافع سے قائم کیا جائے گا، یعنی تخفیف اسلحہ کی وجہ سے جو روپیہ بچے گا، اُسے اس فنڈ میں جمع کرا دیا جائے گا۔ فرانسیسی تجویز کے مطابق ابتداء میں ایک بلین ڈالر کی یکمشت رقم سے فنڈ کھول دیا جائے اور پھر رفتہ رفتہ تخفیف اسلحہ کی بچتیں اس میں بعد میں جمع ہوتی رہیں گی۔ اپنے ابتدائی اور عبوری مرحلے میں اس فنڈ میں جو حصہ ڈالا جائے گا اُس کا اندازہ متعلقہ ملک کی اسلحہ بندی سے کیا جائے۔ جو ملک جتنا زیادہ اسلحہ رکھتا ہے، اسی حساب سے اپنا حصہ فنڈ میں جمع کرا دے اس فنڈ میں سے ترقی پذیر ملکوں کو عطیہ یا قرضہ دیا جائے گا۔ ان عطیات و قرضہ جات کا انتظام و انصرام اقوام متحدہ کی موجودہ ایجنسیوں کے سپرد ہوگا۔

"رئیس ترین اور مسلح ترین ممالک کی تشخیص و تعیین کے لئے متعدد کسوٹیاں بنائی جاسکتی ہیں۔ اگر فرض کیا جائے کہ سیکورٹی کونسل کے پانچ رکن ممالک تو خود بخود شامل فہرست ہوں گے تو پھر مندرجہ ذیل کسوٹی مقرر کی جائے گی۔ (یاد رہے کہ اعداد و شمار ۱۹۷۷ء میں ڈالر کی قیمت کے مطابق دیئے گئے ہیں۔

دولت کی کسوٹی:۔ فی کس سالانہ آمدنی ایک ہزار ڈالر سے زیادہ۔

اسلحے کی کسوٹی:۔ مجموعی قومی پیداوار کا ۴ فیصد سے زیادہ فوجی اخراجات ہوتے ہیں یا ڈیڑھ بلین ڈالر سے زیادہ کا فوجی خرچ ہو۔

عبوری مرحلہ میں متوقع وصولی ایک ہزار ملین ڈالر ہوگی۔ جس میں سے ۵۰ فیصد ایٹمی ہتھیاروں کی تخفیف اور پچاس فیصد روائتی ہتھیاروں کی تخفیف سے حاصل ہوگی۔ امریکا اور روس کے ایٹمی ہتھیاروں کی تخفیف سے ان دونوں ملکوں کے چندوں کا تعیین، "معاہدۂ سالٹ" کی بنیاد پر اُن کی گاڑیوں کی تعداد سے کیا جائے۔ ان دونوں ملکوں کا چندہ کل فنڈ کے ۸۰ فیصد کے برابر ہوگا۔ باقی بیس فیصد فنڈ چین برطانیہ اور فرانس ادا کریں گے۔

تخفیف اسلحہ فنڈ کیونکر قائم ہو

جزئیات سے اختلاف ہو سکتا ہے۔ لیکن ایسا فنڈ قائم کرنے کی تجویز بلاشبہ قابلِ تعریف ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ یہ فنڈ کیونکر قائم کیا جائے۔ اور اسے کیونکر استعمال کیا جائے یہ دونوں سوال ایک دوسرے سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قسم کے اچھے فنڈ قائم کرنے کی تجویز کو اب تک نظرانداز کیوں کیا جاتا رہا ہے؟ کیا اس لئے کہ اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم سے منظور ہونے والی ایسی قراردادیں بے ثمر اور بے نتیجہ ثابت ہوتی ہیں؟ اگر ایسا ہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان قراردادوں کو مؤثر بنانے کے لئے ہمیں نوجوانوں کو۔ نوجوان مردوں اور عورتوں کو۔ ترقی یافتہ ملکوں کی حکومتوں کو مائل بہ عمل کرنے کے لئے میدانِ جہاد میں لے آنا چاہیئے عوام پہلے ہی ایٹمی ہتھیاروں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں۔ لیکن حکومت کی ترجیحات پر یہ صدائے احتجاج کب اثر انداز ہونا شروع ہو گی۔ ابھی یہ واضح نہیں ہے۔ لیکن صحت مند بات یہ ہے کہ حکومتوں کو محسوس ہونا شروع ہو گیا ہے کہ سرکاری پالیسی حقیقت پسندانہ نہیں ہے یقیناً نوجوانوں کی ملک گیر تحریک ایک طرف تو ترقی کے تعمیری امور پر اور دوسری طرف تخفیف اسلحہ کے فوائد پر توجہ دلائی جائے گی۔ اس سلسلے میں بات یاد رکھنی چاہیئے کہ آج کے نوجوانوں کو عالمی روزگار یا عالمی ترقی کی "کلیت" سے کوئی تحریک نہیں ہوتی۔ دنیا کی تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کے خطرات بھی اُن کی توجہ کا مرکز نہیں بنتے۔ دنیا میں جہالت اور ناخواندگی بھی اُن کے جذبات میں ہلچل نہیں مچاتی۔ امارت اور غربت کے فرق بھی اُن میں جوش پیدا نہیں کرتے۔ آج کا نوجوان زیادہ فوری نوعیت کی باتوں سے اثر قبول کرتا ہے۔ مثلاً (۱) اردگرد کے مسائل (۲) بھوک سے ہلاکت (۳) اور برص اور کوڑھ جیسے عام مگر خوفناک امراض کا انسداد کرنے کی خواہش۔ میرا ذاتی احساس یہ ہے کہ اگر ہم ناخواندگی کے خلاف کے لئے یا امارت اور غربت کی خلیج پاٹنے کیلئے یا دنیا کے توانائی کے مسائل حل کرنے کے لئے "فنڈ" قائم کرنا چاہیں تو ہمیں عوامی تائید و حمایت حاصل کرنے میں دشواری پیش آئے گی۔ اس لئے میری تجویز یہ ہے کہ ابتدا میں ہم "تخفیف اسلحہ فنڈ" کے اجراء کے لئے (۱) ماحولی مسائل (۲) بھوک سے ہلاکت اور (۳) انسدادِ امراض کے مقاصد سامنے رکھنے چاہئیں۔

دنیا کے ماحولی مسائل

پہلے دنیا کے ماحولی مسائل پر نظر ڈالیئے۔ حیاتی کُرّے کو اس کی باریکی اور نزاکت کی وجہ سے اس قطرۂ شبنم سے تشبیہہ دی جاتی ہے جو سیب پر ہو۔ اگر یہ قائم ہے تو انسان قائم ہے۔ ایک صحت کی مثال لیجئے جس کا تعلق ان بارانی جنگلوں سے ہے جو تیسری دنیا میں واقع ہیں۔ صدر جمی کارٹر کو سال ۲۰۰۰ء کے لئے جو عالمی ماحولی رپورٹ پیش کی گئی تھی۔ اس میں آئندہ بیس سال کے دوران میں کافی جنگلات کا نقصان (خصوصاً منطقۂ حارہ میں) دکھایا گیا تھا۔ غریب ملکوں اور رئیس ملکوں میں ایندھن اور خوراک کے لئے جنگلوں کی ضرورت بڑھے گی۔ لیکن جنگل گھٹتے چلے جائیں گے دنیا کے جنگلات سالانہ ۱۸ تا ۲۰ ہیکٹیئر کے حساب سے غائب ہو رہے ہیں۔ (یہ کیلے فورنیا کا آدھا رقبہ ہے) زیادہ تر نقصان افریقہ، ایشیا اور جنوبی امریکہ کے مرطوب حاری جنگلوں کو پہنچ رہا ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ۲۰۰۰ء تک کم ترقی یافتہ ممالک میں باقی ماندہ جنگلاتی رقبے کا ۴۰ فی صد حصہ غائب ہو جائے گا۔

فنڈ کی رقم کا دوسرا مصرف "بھوک سے نجات"

فنڈ کی رقم جس دوسرے حلقے میں خرچ کی جا سکتی ہے، وہ ہے "بھوک سے نجات"۔ ایتھوپیا کے قحط کا المیہ ابھی تک عوام کے ضمیر پر طاری ہے۔ موافق آب و ہوا، پانی، اچھی قابلِ کاشت اراضی اور کیمیائی حاصلات۔ یہ چار عناصر ہیں، اچھی غذائی پیداوار کے۔ جمی کارٹر کی رپورٹ کے مطابق پوری دنیا کے قابلِ کاشت رقبے میں ۲۰۰۰ء تک صرف چار فیصد کا اضافہ ہوگا۔ اس لئے زیادہ خوراک حاصل کرنے کے لئے اس کے سوا چارہ نہیں کہ موجودہ رقبے سے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کی جائے۔ ۲۰۰۰ء تک آبادی میں ۳۰ تا ۴۰ فی صد کا اضافہ ہوگا۔ یعنی آبادی چار ساڑھے چار ارب سے بڑھ کر ۶ ارب ہو جائے گی۔ اضافہ شدہ آبادی کو خوراک فراہم کرنے کے لئے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایتھوپیا جیسے کسی اور قحط سے بچنے کے لئے وہ عناصر جن پر زیادہ انحصار کرنا پڑتا ہے یعنی کھاد، جراثیم کش ادویہ۔ زراعت کے لئے توانائی اور مشینوں کے لئے ایندھن۔ ان سب کا تعلق تیل اور گیس سے ہے جن کے ذرائع محدود ہیں۔

یہ مسئلہ سنگین تر ہو جائے گا۔ جبکہ مختلف علاقوں میں پانی کی فراہمی میں شدید کمی ہو جائے گی۔ ۱۹۸۰ء تا ۲۰۰۰ء کی درمیانی مدت میں اضافہ شدہ آبادی کی وجہ سے تقریباً آدھی دنیا میں پانی کی ضروریات دگنی ہو جائیں گی۔ اتنا ہی پانی معیار زندگی بڑھانے کے لئے درکار ہوگا۔ کم ترقی پذیر ملکوں میں جنگلوں کے خاتمے سے پانی کی فراہمی بھی ۲۰۰۰ء تک بہت کم رہ جائیگی۔ فراہمیٔ آب کے نئے وسائل کی تعمیر و ترقی زیادہ مہنگی ہو جائے گی۔

اگر غیر معمولی اقدامات نہ کئے گئے تو دنیا بھر میں قابل کاشت اراضی کو سیم، تھور، کٹاؤ، بنجرپن، قلویات، تیزابیت وغیرہ کی وجہ سے بہت نقصان پہنچے گا۔ پہلے ہی ریاست میامی جتنے رقبے کی فصلیں اور چراگاہیں (یعنی اتنا رقبہ) ہر سال ریگستان میں تبدیل ہو رہا ہے۔ اور صحرائی حالات روز بروز ہر جگہ بڑھ رہے ہیں۔ حال ہی میں بھارت کے منصوبہ بندی کمیشن کی ایک رپورٹ میں لکھا ہے "ہمارے بھارت میں زبردست تباہی آنے والی ہے۔ پانی کے وسائل خشک ہو رہے ہیں آئندہ چند عشروں میں ہماری حالت افریقہ جیسی ہو جائے گی"۔

زراعت کی ترقی

جہاں تک زراعت کی ترقی کے لئے کیمیا کے استعمال کا تعلق ہے۔ سو دسمبر ۱۹۸۲ء میں فلپائن میں "بین الاقوامی انجمن کیمیا" کے زیر اہتمام ایک کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس میں دنیا بھر کے ۱۰۰ ممتاز ماہر کیمیا جمع ہوئے تھے۔ اور انہوں نے ایک لائحہ عمل بنایا تھا۔ جس کے تحت آئندہ پندرہ برسوں میں کیمیا کے ذریعے زرعی پیداوار بڑھائی جا سکتی ہے۔ ۲۰۰۰ء تک زرعی پیداوار میں ۵۰ فیصد اضافہ مطلوب و مقصود ہے۔ طے پایا تھا کہ تیسری دنیا میں کیمیا کی تدریس، تربیت اور تحقیق کے نئے ادارے قائم کئے جائیں گے۔ اگر ایسا نہ ہو سکا تو اس کی وجہ محض یہ ہوگی کہ سرمایہ فراہم نہ ہو سکے گا۔

فنڈ کا ایک اہم مصرف

اور اب "تخفیف اسلحہ فنڈ" کے اہم پہلو یعنی اہم خرچے کی طرف آتا ہوں یعنی ارضی ماحول۔ خوراک اور امراض کے میدانوں میں سائنسی تحقیق کے خرچے۔

اسلحے کی تحقیق پر سپر طاقتیں جتنی رقم خرچ کر رہی ہیں۔ اس کی مثال پوری انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد خاص طور پر تحقیق کے اخراجات میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ ایک امریکا کی مثال لیجئے۔ ۱۹۴۷ء میں فوجی تحقیق و ترقی پر حکومت نے ۱٫۷ ارب ڈالر خرچ کئے تھے۔ جو ۱۹۸۳ء میں بڑھ کر ۲۲٫۱ ارب ڈالر ہو گئے۔

کتنی عجیب اور حیرت انگیز بات ہے کہ پوری دنیا میں جتنے بھی اخراجات تحقیق پر ہوتے ہیں۔ ان میں سے نصف صرف فوجی تحقیق پر صرف ہو جاتے ہیں۔ فوجی تحقیق پر باصلاحیت اور ذہین و فطین مردوں اور عورتوں کی سائنسی صلاحیت اگر موسمیات، خوراک، آب وہوا اور امراض وغیرہ پر مرکوز ہوتی تو انسان کے حق میں کتنے مفید نتائج برآمد ہوتے۔

فوجی منصوبوں میں سے ایک منصوبہ جو سائنسی وسائل کو بجائے عالم گیر منصوبوں کے کسی اور طرف لگا سکتا ہے۔ وہ "ستاروں کی جنگ" (ایس۔ ڈی۔ آئی) ہے۔ اگر خواہش ایٹمی حملے کی نہیں ہے تو پھر مجھے شبہ نہیں کہ ایٹمی ہتھیاروں کے خلاف "جزوی" دفاعی نظام دس سال کے بعد بنایا جا سکتا تھا۔ دیکھنا یہ ہے کہ ہمیں پیسے کی صورت میں کیا قیمت ادا کرنا پڑے گی؟ آخر سپر طاقتیں اپنے اپنے ایٹمی اسلحہ خانوں کو مکمل طور پر ختم کر دینے کے بارے میں بالمشافہ گفتگو کر کے سادہ دلی سے معاہدہ کیوں نہیں کر لیتیں؟

ہر سپر طاقت کی مادی لاگت کے دروازے کھلے ہیں۔ جتنے اخراجات وہ کریں ان کی مرضی پر منحصر ہے۔ آغاز کار کم سے کم ایک ٹریلین ڈالر سے ہوتا ہے۔ (یاد رہے کہ گذشتہ پچیس برس میں نسل انسانی تقریباً تین ٹریلین ڈالر صرف ایٹمی اسلحہ بنانے پر خرچ کر چکی ہے) اس کام پر کتنے سائنس دان، کتنے ہنر مند، کتنے کاریگر لگا دیے جائیں گے؟ یاد رہے کہ صرف ایک ملک، روس میں صرف ایک سائنس (لیزر ٹیکنالوجی) کے صرف شعبہ تحقیق میں دس ہزار سائنسدان کام کر رہے ہیں۔ مصنوعی سیارے، میزائل اور اینٹی میزائل وغیرہ کا ڈیزائن بنانے، اور پھر ان کی تحقیق ساخت و تعمیر کے لئے ہزاروں نہیں لاکھوں سائنسدانوں اور انجینئروں کی ضرورت پڑتی ہے۔

بعض حقائق اور تجاویز

اگر یہی لاکھوں سائنسدانوں اور انجینئروں کی افرادی قوت تعمیری منصوبوں پر لگائی جائے (جبکہ آغاز کار میں ایک ٹریلین ڈالر بھی دستیاب ہوں) تو ہمارے بیمار کرۂ ارض کی تقدیر بدل سکتی ہے۔

"ایس ڈی آئی" کو کیا کرنا چاہئے؟ پہلے میں حقائق بیان کروں گا پھر تجاویز پیش کروں گا۔

نقشہ (۱)

حقائق:۔

(۱) امریکا اور روس کے پاس ایٹمی ہتھیاروں کی تعداد پچیس پچیس ہزار (اوسطاً ہتھیار ۱/۲ میگاٹن)

(۲) آئی سی بی ایم (میزائیل) کی تعداد۔ ہزار سے ڈیڑھ ہزار تک۔ ہر ایک سپر طاقت کے پاس ہے۔

(۳) کسی ایک سپر طاقت کو تباہ کرنے کے لئے کتنے ہتھیار درکار ہوں گے؟ زیادہ سے زیادہ چار سو۔

(۴) ایٹمی سردیوں کے لئے کتنے میگاٹن درکار ہوں گے۔ دونوں طرف سے دو دو سو میگاٹن کی بمباری۔

نقشہ (۲)

ایس ڈی آئی STRATEGIC DEFENCE INITIATIVE

(۱) دشمن کے اٹھتے ہوئے میزائیل کو وہیں کے وہیں اپنے برقی مورچے سے لیزر کے استعمال سے ختم کر دینا۔ یہ پہلا مرحلہ ہے۔

(۲) درمیانی مرحلہ۔ یعنی میزائیل کو راستے میں ختم کرنا۔

(۳) آخری مرحلہ۔ راکٹوں کو بطور قاتل استعمال کرنا۔

یہ مرحلے ایسے ہیں کہ کسی قدر تشریح کے محتاج ہیں۔

(۱) پہلا مرحلہ: قوت محرکہ کا مرحلہ۔ زوردار حملہ قدیم جنگوں میں اسی کو "ہراول" کہا جاتا ہوگا۔ اس کے لئے لیزر کی ضرورت ہو۔ جو جنگی اسٹیشن پر سوار ہو کر دشمن کے میزائیل پر اُس کے اُٹھنے سے پہلے ٹوٹ پڑے گی۔ لیزر بالا بنفشی بھی ہو سکتی ہے۔ زیریں سرخ بھی اور ایکسرے کے طولِ موج کی بھی۔

زیریں سرخ موج اور ایکسرے موج تو فضا میں جذب ہو جائیں گی اور ان کو باہر کے رخ سے استعمال کیا جائے گا۔ مثال کے طور پر ایک زیریں سرخ ہائیڈروجن فلورائیڈ لیزر ہے جس سے ۲٫۷ مائیکرون کی بیم پیدا ہو سکتی ہے۔ جنگی سٹیشن پر سوار کی جا سکتی ہے۔ اس کی ضروریات طاقت تقریباً ۲۵ میگاواٹ ہوں گی۔ (جبکہ آج کا بہترین لیزر بھی ۱/۲ میگاواٹ طاقت سے زیادہ پیدا نہیں کر سکتا۔) اس لیزر کی بیم ۱۰ میٹر قطری آئینے پر ڈالی جائے گی۔ یہ آئینے اس بیم کو ایسی جگہ پر فوکس کریں گے، جس کا قطر ایک میٹر سے بھی کم ہو گا اور جو کئی ہزار کلومیٹر کے فاصلے پر ہوگی۔ یہ لیزر پانچ سیکنڈ کے اندر اندر اپنے نشانے کو بھسم کر دے گی۔ یہ سب کچھ آئندہ دس سال میں ہو جائے گا۔ اور اس پر لاگت آسمانی ہندسوں میں آئے گی۔

اگر روس کے ۱۴۰۰ میزائیلوں کو تباہ کرنا مقصود ہو تو کتنے جنگی اسٹیشن درکار ہوں گے، اس کا انحصار متعدد عناصر پر ہے۔ اور فی الحال یہ مسئلہ متنازع موضوع بنا ہوا ہے۔ ۱۰۰ سے لے کر ڈیڑھ ہزار جنگی اسٹیشن زمین کے مدار میں گھوم رہے ہوں گے۔ لیکن زیادہ تر ماہرین کی رائے یہ ہے کہ پورے کرۂ ارض کا احاطہ کرنے کے لئے تین تا چار سو جنگی اسٹیشنوں کی ضرورت پڑے گی۔ زمین کے مدار میں اتنی تعداد میں جنگی اسٹیشن بھیجنے کے لئے نصف ٹریلین ڈالر درکار ہوں گے۔

ایکسرے لیزر کا بہترین استعمال فضا میں نہیں ہوگا بلکہ غالباً ایڈورڈ ٹیلر کے تجویز کردہ طریقے کے مطابق ہوگا دشمن کے حملے کی خبر سنتے ہی ایک ایٹمی آبدوز ایکسرے لیزر فضا میں بھیج سکتی ہے۔ اس میں دقت یہ ہے کہ حملہ آور میزائیل کو مارنے کے لئے مناسب بلندی پر پہنچنے میں دفاعی میزائیل کو کچھ وقت لگے گا۔ ایکسرے لیزر رکھنے والی آبدوز کا بہترین مقام بحرِ ہند ہے۔ جہاں سے روس کے حملہ آور میزائیل کو بآسانی مارا جا سکتا ہے۔ چونکہ زمین منحنی ہے۔ اس لئے اس لیزر کو موثر اور کارگر ہونے کے لئے ۲۰۰ سیکنڈ لگیں گے۔ جبکہ اتنی بلندی پر روس کے حملہ آور میزائیل کو پہنچنے میں صرف ۱۲۰ سیکنڈ ہی درکار ہوں گے۔

ایسی صورت میں قاتل ضرور بالضرور وقتِ معینہ پر قتل کر دے گا۔ اس کے بارے میں یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا۔

بالا بنفشی لیزر فضا کو چیر سکتی ہے اس کے استعمال کے لئے بہترین طریقہ یہ تجویز کیا گیا ہے کہ زمین سے ۳۶۰۰۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ایک خاص آئینے میں لیزر بیم کو منعکس کر کے دشمن کے میزائیل پر پھینکی جائے۔

اس پورے لیزر نظام کے لئے ایسے نازک کمپیوٹر بنائے جائیں گے جن کا اس وقت قابلِ حصول اور قابل عمل ہونا تو کجا۔ قابل تصور ہونا بھی ممکن نظر نہیں آتا۔ انسان پر وہ وقت کتنا عجیب ہوگا، جب دشمن پر حملہ کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ انسان نہیں، کمپیوٹر کرے گا۔ وہ کمپیوٹر جسے انسان نے نہیں، کمپیوٹر نے بنایا ہوگا۔

یاد رہے کہ خلا میں جو ایٹمی دھماکے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتے ہیں یا ہوں گے، وہ بھی کمپیوٹروں کی موجودہ نسل کو غیر موثر اور بیکار کر سکتے ہیں، کیونکہ برقناطیسی شعاعوں سے ان کے سرکٹ متاثر ہونگے اس مشکل پر قابو پانے کے لئے تجویز پیش کی گئی ہے کہ کمپیوٹروں کی چھٹی نسل صرف فوٹون سے بنائی جائے۔ عنقریب اس کا کوئی امکان نہیں۔ دس بیس سال میں ایسا بھی ہو جائے گا۔

لیکن ستاروں کی جنگ کے بارے میں اصل مشکل یہ ہے کہ امریکا جو تدابیر اختیار کرے گا، ان کی انسدادی تدابیر بھی آسانی سے اختیار کی جا سکیں گی۔

• لیزر کے حملے سے بچنے کے لئے میزائیل پر چند ملی میٹر کی کوئی تہہ چڑھا کر مزید سخت کر لیجئے۔

• حملہ آور میزائیل کو چھوڑنے کا وقت کچھ اور مختصر کر لیجئے۔

• آئینے میں لیزر کو منعکس کرنے کے سل کو خراب کر دیجئے۔

اگر میزائیل کو اٹھنے سے پہلے یا اٹھتے وقت نہ مارا گیا تو پھر دشمن درمیانی راستے میں میزائیلوں کے علاوہ کچھ اور چیزیں بھی مثلاً دھات کے غبارے بھی بچھا دیگا۔ یہ غبارے تعداد میں بہت زیادہ ہو سکتے ہیں۔ اور ان غباروں میں تیر چھپائے جا سکتے ہیں۔ اب دفاعی نظام کے مطابق یا تو تمام غباروں کو چن چن کر ہلاک کیا جائے یا پہلے یہ معلوم کیا جائے کہ کون سا غبارہ محض خالی رکاوٹ ہے۔ اور کون سے غبارے میں جارحانہ تیر (بم وغیرہ) چھپے ہوئے ہیں۔

ان غباروں کو تباہ کرنے کے لئے ایکسرے بم مفید ثابت ہوں گے۔ لیکن آپ کے ایکسرے بموں کو دشمن کا ایکسرے لیزر راستے میں اڑا کر بھسم کر سکتا ہے۔

آخر ایسا کیوں؟

اس ساری گفتگو کا لب لباب یہ ہے کہ اگر ستاروں کی جنگ یا دفاعی نظام ننانوے فیصد موثر بنا بھی لیا جائے تب بھی کم از کم ۱۰۰ ایٹمی ہتھیار دشمن کے چھوڑے ہوئے آپ کے ملک پر بچ بچا کر ضرور گر سکے۔ اور یہ ۱۰۰ ایٹمی ہتھیار بھی آپ کے ملک کو تباہ و برباد کر دینے کے لئے کافی ہیں۔ اس لئے میرا ذاتی خیال ہے کہ کوئی ملک بھی ایسے مہنگے دفاعی نظام پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔ آپ دفاعی نظام بنائیں گے تو آپ کا دشمن بھی بنائے گا۔ یہ سوچنا غلطی ہے کہ دوسرا آپ جیسا دفاعی نظام نہیں بنائے گا۔

بڑے دکھ کے ساتھ سوال کرنا پڑ رہا ہے، ایسا کیوں؟ یہ سب کچھ کس لئے ہو رہا ہے۔ کس کے لئے ہو رہا ہے۔ کیوں نہیں خاموشی اور سادگی سے دونوں سپر طاقتیں آپس میں معاہدہ کر لیتیں کہ ایٹمی ہتھیار اور ایٹمی میزائل نہیں بنائے جائیں گے۔ اور جتنے بنا لئے گئے ہیں، ان کو استعمال نہیں کیا جائیگا۔

[بشکریہ ماہنامہ طالب علم کراچی نومبر ۱۹۸۶ء صفحہ ۹۳ تا ۹۷]

ضروری اعلان برائے لجنات

آل پاکستان لجنہ ایتھلیٹکس ٹورنامنٹ انشاء اللہ ۱۵، ۱۶ فروری ۱۹۸۹ء بروز بدھ جمعرات منعقد ہونگے۔ یہ جشن صد سالہ تشکر کے سلسلہ کے ٹورنامنٹ ہوں گے۔

مجالس کو اس کے لئے ہدایات اور کھلاڑی لڑکیوں کے لئے کوائف فارم بھجوائے جا رہے ہیں۔ اعلان ہذا کی اشاعت کے ایک ہفتہ تک جس مجلس تک یہ ہدایت اور فارم نہ پہنچے وہ براہِ مہربانی خط لکھ کر مطلوبہ تعداد کے مطابق دفتر لجنہ مرکزیہ سے منگوالیں۔

کھیلوں کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ اور مقابلہ کے لئے معیاری کھلاڑیوں کو بھجوائیں۔

(صدر لجنہ مرکزیہ)

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

مسل ۲۶۸۰۱

میں ناصرہ بیگم زوجہ ماسٹر محمد مالک صاحب قوم چھٹہ پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال بیعت پیدائشی ساکن مدرسہ چھٹہ ضلع گوجرانوالہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰۔۸۔۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ حق مہر تین ہزار روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ دو صد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر یہ بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامتہ: ناصرہ بیگم زوجہ ماسٹر محمد مالک صاحب۔ گواہ شد (۱) منظور احمد درانی وصیت ۲۵۱۴۹۔ گواہ شد (۲) عبدالمالک وصیت ۶۰۷۸

مسل ۲۶۸۰۲

میں صدیق احمد ولد بشیر احمد صاحب قوم جنجوعہ پیشہ راج گیری عمر ۲۸ سال بیعت پیدائشی ساکن ترگڑی ضلع گوجرانوالہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳۔۹۔۸۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے

۱۔ مکان پختہ برقبہ ۵ مرلہ مالیتی پچیس ہزار روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ پندرہ صد روپے ماہوار بصورت راج گیری مل رہے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد: صدیق احمد ولد بشیر احمد گواہ شد (۱) بشیر احمد جنجوعہ۔ الموصی۔ گواہ شد (۲) مبارک احمد ظفر صدر جماعت ترگڑی

موصی حضرات متوجہ ہوں

(۱) - اگر کسی شخص کی جائیداد یا رقم بطور امانت آپ کے پاس ہو تو دفتر کو بروقت اطلاع دیں تا بعد میں کسی قسم کی کوئی دقت پیش نہ آئے

(۲) - وراثت کے تمام حصوں پر وصیت حاوی ہے۔

(۳) - آمد سے مراد ہر قسم کی آمد ہے خواہ وہ بچوں کی طرف سے بطور تحفہ کوئی رقم ہو۔

(۴) - جب بھی نقل مکانی کریں نئے پتہ سے دفتر وصیت کو فوری آگاہ کریں تا دفتر سے آپ کا رابطہ رہے۔ نیز دفتر وصیت سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر وصیت ضرور لکھا کریں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

الفضل خود بھی پڑھیں اور دوستوں کو بھی پڑھنے کیلئے دیں:

نرینہ اولاد سے محروم
بے اولاد، مرض اٹھراء کی شکار دکھی عورتوں کیلئے
دواخانہ حکیم نظام جان
ہر ماہ کی ۱۲ سے ۱۸ تاریخ تک حکیم انوار احمد جان مطب فرماتے ہیں
۲۔ بی روڈ بالمقابل شیش محل بس سٹاپ
(یو۔بی۔ایل) بالائی منزل لیاقت آباد
کراچی نمبر ۱۹
فون: ۴۱۳۲۵۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امتیازی نتیجہ مجالس لجنہ اماء اللہ پاکستان

سال ۱۹۸۷-۱۹۸۸ء میں شہری، قصباتی اور دیہاتی مجالس میں جن لجنات نے مجموعی طور پر نمایاں کامیابی حاصل کی ہے ان کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔ خدا تعالیٰ انہیں اپنے معیار کو برقرار رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شہری مجالس

اول :- لجنہ اماء اللہ ربوہ
دوم :- " " لاہور
سوم :- " " فیصل آباد
چہارم :- " " راولپنڈی
پنجم :- " " قیادت ۱۲ کراچی

قصباتی مجالس

اول :- لجنہ اماء اللہ کوٹ عبدالمالک ضلع شیخوپورہ
دوم :- " " فاروق آباد "
سوم :- " مجاہد آباد کالونی " ملتان

دیہاتی مجالس

اول :- لجنہ اماء اللہ مبارک آباد ضلع حیدرآباد
دوم :- " " بشیر آباد "
سوم :- " " احمد نگر " جھنگ

(صدر لجنہ مرکزیہ)

خبریں

۱۲ دسمبر ۱۹۸۸ء

★ وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے آج پاک آرمی کے جنرل ہیڈ کوارٹر (جی ایچ کیو) کا دورہ کیا اور چیف آف آرمی سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ سے دفاعی معاملات پر تبادلہ خیال کیا۔ وزیر اعظم کے ہمراہ ان کے معاون ریٹائرڈ میجر جنرل نصیر اللہ خان بابر۔ دفاع کے وزیر مملکت کرنل ریٹائرڈ غلام سرور چیمہ اور سیکرٹری دفاع بھی تھے۔

★ زرعی ترقیاتی بنک کے افسران سیلاب سے متاثرہ جگہوں پر جا کر قرضے دیں گے۔

★ روس میں آرمینیا کے زلزلہ زدہ علاقوں میں یوگوسلاویہ کا ایک ٹرانسپورٹ امدادی طیارہ تباہ ہو گیا عملے کے تمام سات ارکان ہلاک ہو گئے۔ چند دن میں اس علاقے میں امدادی طیاروں کا یہ دوسرا حادثہ ہے۔

★ پاکستان کی وزارت خارجہ نے اس خبر کی سختی سے تردید کی ہے کہ پاک فضائی فوج کے کسی طیارے نے افغانستان کی حدود میں کسی افغان طیارے کو تباہ کیا ہے ایک ترجمان نے کہا کہ یہ بے بنیاد الزام پاکستان کے خلاف پھیلائی جانے والی جھوٹی اور شر انگیز مہم کا ایک حصہ ہے۔ ترجمان نے کہا کہ اگرچہ پاکستان کی فضائی حدود کی آئے دن خلاف ورزی کی جا رہی ہے لیکن اس کے باوجود پاک فوج کو سختی سے ہدایت ہے کہ افغانستان کی فضائی حدود میں داخل نہ ہوا جائے۔ ترجمان نے کہا جس روز کا یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے اس روز کسی پاکستانی طیارے نے افغان طیاروں کے خلاف کسی قسم کی مہم میں حصہ نہیں لیا۔

★ شیخ زائد ہسپتال کے ڈاکٹروں، عملے اور نیم طبی عملے نے آج وفاقی وزیر صحت سید امیر حیدر کاظمی سے علیحدہ علیحدہ ملاقات کی اور انہیں اپنے مسائل سے آگاہ کیا۔ وفاقی وزیر نے ان کے مسائل کو ہمدردی سے سنا اور ان کو دور کرنے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ شیخ زائد ہسپتال کے عملے نے اس یقین دہانی پر فوری طور پر ہڑتال ختم کرنے کا فیصلہ کیا۔

★ پارلیمنٹ ہاؤس اسلام آباد اور چاروں صوبوں کی صوبائی اسمبلیوں میں آج صدر کے انتخاب کے لئے ووٹ ڈالے گئے۔ چیف الیکشن کمشنر نے پارلیمنٹ (قومی اسمبلی وسینٹ) کے مشترکہ اجلاس کی صدارت کی جبکہ چاروں صوبوں کی ہائی کورٹوں کے چیف جسٹس صاحبان نے متعلقہ صوبوں میں پریذائیڈنگ افسر کے فرائض سرانجام دیئے۔

★ صدر غلام اسحق خاں نے بھاری اکثریت سے صدارتی انتخاب جیت لیا ہے۔ انہوں نے ۳۴۸ ووٹ حاصل کئے جو ۷۸ فیصد تھے۔ جبکہ ان کے قریبی حریف نواب زادہ نصر اللہ خان نے ۹۱ ووٹ حاصل کئے جو ۲۰ فیصد تھے۔ جبکہ احمد ابراہیم ہارون جعفر نے ۶ اور محمد نوروز ملک نے ایک ووٹ حاصل کیا۔ منتخب صدر کل سہ پہر آئندہ پانچ سال کے عرصہ کے لئے اپنے عہدے کا حلف اٹھائیں گے۔

★ لندن میں ٹرین کے ایک حادثے میں ۵۰۔ افراد ہلاک اور ۵۰ زخمی ہو گئے۔ ان میں سے ۴۰ کی حالت نازک ہے۔ یہ حادثہ سنٹرل لندن میں پیش آیا۔

احمدی فوجی احباب متوجہ ہوں

وہ تمام احمدی احباب جو مسلح افواج کے تینوں شعبوں بری۔ بحری اور فضائی سے تعلق رکھتے ہیں اور جنہوں نے ۱۹۴۸ء، ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء یا دیگر جنگوں میں حصہ لیا۔ وہ اپنے کوائف سے مطلع کریں۔ انہوں نے کونسا میڈل حاصل کیا۔ جنگ میں کس محاذ پر تھے۔ ان کی کارکردگی کا ذکر کسی جگہ شائع شدہ ہو یا ریکارڈ ہو تو بھی مطلع فرمائیں۔ اگر ایسے احباب فوت ہو چکے ہوں تو ان کے لواحقین یا دوست یہ اعلان پڑھیں تو احمدی فوجی احباب کے بارہ میں مطلع فرمائیں۔

خاکسار ایسے احباب کے بارے میں لکھنا چاہتا ہے تاکہ قوم کی یہ امانت شایان شان طریق سے ریکارڈ کی جا سکے

(مرزا خلیل احمد قمر۔ وقف جدید ربوہ)

نیا سال، نیا دور مبارک ہو
حکیم منور احمد عزیز دواخانہ (رجسٹرڈ) چک چٹھہ ضلع گوجرانوالہ

لاہور کے احباب متوجہ ہوں

لاہور کے احباب الفضل کا روزانہ پرچہ اپنے حلقہ کے ہاکر سے جو اخبار تقسیم کرتا ہے طلب کریں۔
اگر کوئی دقت پیدا ہو تو محمد عارف نجمی ٹیوب ویل ایریٹر چڑیا گھر سے رابطہ قائم کریں۔
فون ــــــ ۳۰۴۶۸۳

ایک نئے عزم کیساتھ ربوہ میں سب سے پہلا ادارہ
احمد اسٹیٹس ربوہ رجسٹرڈ
عنقریب ایک بہت بڑے رہائشی منصوبہ کا اقساط پر دینے کا اعلان کرنے والا ہے۔ نیز زرعی وسکنی ربوہ وماحول ربوہ میں جائیداد کی خرید وفروخت کا با اعتماد ادارہ
فون: دفتر: ۵۳۵ گھر: ۴۳۶

دانتوں کی ادویات

پائیوریا کورس	قیمت ۵۰/-	PYORRHEA COURSE
کیریز کورس	قیمت ۴۵/-	CARIES COURSE
کیریز کورس فار بے بیز	قیمت ۱۵/-	CARIES COURSE (FOR BABIES)
پائیوریا منجن	قیمت چھوٹا ۶/- بڑا ۱۲/-	PYORRHEA POWDER
گمز پینٹ	قیمت ۶/-	GUMS PAINT

دانتوں کی ادویات کے بارے میں لٹریچر ۳/- کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں
کیور ٹیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون ۶۰۶/۷۷۱

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
● ہمدردانہ مشورہ
● اور قابل اعتماد اصولی علاج کیلئے
مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
فون: ۶۳۴
مکمل فہرست ادویہ مع جنتری مفید طبی معلومات پر مشتمل مفت طلب فرمائیں